REGD: No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
الفضل ربوہ

یوم سہ شنبہ
۱۷ صفر ۱۳۷۸ھ
فی پرچہ ۱۰ ؍

جلد ۴۷/۱۲ ۲ تبوک ۱۳۳۷ ہش ۲ ستمبر ۱۹۵۸ء نمبر ۲۰۴

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۳۱ اگست۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے الحمد للہ"

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

الف۔ اے کے یونیورسٹی امتحان میں تعلیم الاسلام کالج کا شاندار نتیجہ

میڈیکل، نان میڈیکل اور آرٹس کے تینوں امتحانوں میں کامیاب طلباء کی شرح یونیورسٹی کی شرح سے بہت زیادہ رہی

۸ طلبہ فرسٹ ڈویژن میں اور ۳۳ طلبہ سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئے

امید ہے کم از کم آٹھ طلباء یونیورسٹی کا وظیفہ ضرور حاصل کریں گے (انشاء اللہ)

ربوہ ۳۱ اگست۔ امسال خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایف۔ اے کے یونیورسٹی امتحان میں تعلیم الاسلام کالج کا نتیجہ بہت شاندار رہا ہے۔ میڈیکل، نان میڈیکل اور آرٹس کے تینوں امتحانات میں کامیاب طلباء کی شرح یونیورسٹی کی شرح سے نمایاں طور پر زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں کامیاب ہونے والے ۹۱ طلباء میں سے ۸ طلباء نے نہایت اعلیٰ نمبر لے کر فرسٹ ڈویژن حاصل کی ہے۔ اور ۳۳ طلباء سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئے ہیں۔ ان میں سے آٹھ طلباء کو انشاء اللہ یونیورسٹی کی طرف سے وظیفہ کا مستحق قرار دیا جائے گا۔ ایف ایس سی نان میڈیکل میں کالج کی طرف سے ۴۰ طلباء شریک ہوئے تھے۔ ان میں ۲۵ کامیاب ہوئے شرح ۶۲.۵ فیصد رہی جبکہ یونیورسٹی کی شرح صرف ۳۷ فیصد ہے۔ اسی طرح میڈیکل میں ۴۱ میں سے ۲۳ طلباء کامیاب ہوئے شرح ۵۶ فیصد رہی۔ اس کے بالمقابل یونیورسٹی

(باقی صفحہ ۸ پر)

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کا تعزیتی اجلاس

ربوہ یکم ستمبر۔ آج صبح ۷ بجے موسمی تعطیلات کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول کے کھلنے پر اساتذہ اور طلباء کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں محترم میاں محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر نے حضرت ام ناصر احمد صاحبہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے اوصاف حمیدہ اور سلسلہ احمدیہ کے لئے آپ کی خدمات جلیلہ پر روشنی ڈالی۔ اور نہایت

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

ربع صدی سے زائد عرصہ تک میدان تبلیغ میں شاندار خدمات بجا لانے والے نامور مجاہد اسلام

محترم جناب مولوی رحمت علی صاحب سابق رئیس التبلیغ انڈونیشیا وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ربوہ یکم ستمبر۔ یہ خبر جماعت میں نہایت درجہ افسوس اور گہرے رنج و الم کے ساتھ سنی جائے گی کہ انڈونیشیا میں جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ جنہیں انڈونیشیا میں ربع صدی سے زائد عرصہ تک نہایت کامیابی کے ساتھ پیغام حق پہنچانے اور ہزارہا لوگوں کو حلقہ بگوش احمدیت بنانے کا شرف حاصل تھا۔ مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۵۸ء بروز اتوار ۵½ بجے صبح ربوہ میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۵ سال تھی جو آپ نے تادم آخر نہایت محنت و جانفشانی اور جانثاری سے خدمت اسلام و خدمت سلسلہ میں گزاری۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم اور مخلص صحابی حضرت بابا حسن محمد صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے۔ اور ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت بابا صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کو یہ امتیازی شرف حاصل تھا کہ آپ کا وصیت نمبر ۱ تھا۔ اور اس لحاظ سے آپ تحریک وصیت کے تحت سب سے پہلے موصی تھے۔ محترم جناب مولوی رحمت علی صاحب مرحوم مدرسہ احمدیہ کے اولین فارغ التحصیل طلباء میں سے تھے۔ عربی اور دینیات کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے ۱۹۱۹ء میں ایک خادم دین کی حیثیت سے عملی زندگی میں قدم رکھا۔ پہلے آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں عربی اور دینیات پڑھانے پر مقرر ہوئے۔ بعد ازاں اگست ۱۹۲۴ء میں مبلغ سلسلہ کی حیثیت سے آپ کا تبادلہ نظارت دعوۃ و تبلیغ میں ہوا اور پھر ایک سال بعد یعنی اگست ۱۹۲۵ء میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے حکم سے آپ کو سلسلہ احمدیہ کے پہلے مبلغ کی حیثیت سے انڈونیشیا بھیجا گیا۔ جہاں آپ نے اپنے بیوی بچوں سے جدا رہ کر تقریباً ۲۶ سال تک کمال جانفشانی محنت اور اخلاص کیسا تھ پیغام حق پہنچانے کا فریضہ ادا کیا۔ اس عرصہ میں آپ کی مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں

(باقی صفحہ ۸ پر)

ایف۔ اے کے امتحان میں جامعہ نصرت (برائے خواتین) ربوہ کا شاندار نتیجہ

۲۴ طالبات میں سے ۲۰ طالبات کامیاب۔ نتیجے کی شرح ۸۳.۳ فیصد

ربوہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جامعہ نصرت ربوہ کا ایف اے کا نتیجہ بھی نہایت شاندار رہا۔ امسال کالج کی طرف ۲۴ طالبات امتحان میں شامل ہوئی تھیں۔ جن میں سے ۲۰ طالبات کامیاب ہوئیں۔ اور نتیجہ کی اوسط بفضل ایزدی ۸۳.۳ فیصدی رہی۔ یہ اوسط یونیورسٹی کی مجموعی اوسط سے ۴۲.۹ فیصد زیادہ ہے۔ کیونکہ یونیورسٹی بھر میں مجموعی طور پر صرف ۴۰.۴ فیصد طالبات کامیاب ہوئی ہیں۔ پھر جامعہ نصرت کی ایک طالبہ امۃ اللطیف نے ۳۹۰ نمبر حاصل کر کے فرسٹ ڈویژن حاصل کیا ہے۔ یہ نتیجہ بفضلہ تعالیٰ ہر لحاظ سے نہایت شاندار اور بہت قابل ستائش ہے۔ ادارہ الفضل جامعہ کی اس نمایاں اور

(باقی صفحہ ۸ پر)

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء

"آج بڑا ہے معرکہ آج بڑا جہاد ہے"

یہ درست ہے کہ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے باری تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت دنیا میں قائم کرنے کے لئے اس زمانہ میں خاص طور پر کھڑی کی گئی ہے۔ اس لئے ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہرگز ضائع نہیں کریگا اور جو بھی رکاوٹیں اس کے راستہ میں آئیں گی انہیں اللہ تعالیٰ دور کرے گا۔ اور اپنی کھڑی کی ہوئی جماعت کی ہمیشہ حمایت کرے گا۔ لیکن اس میں بھی شبہ نہیں ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کسی جماعت یا فرد کی مدد اس وقت کرتا ہے۔ جب تک وہ اپنے عائد کردہ فرائض کو پوری دیانت۔ ہمت اور عزیمت سے ادا کرتی ہے۔ قرآن کریم میں جو لیس للانسان الا ما سعیٰ اور ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم کا اشارہ کیا گیا ہے۔ اس کے معنی یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو قوے اور ذرائع ہمیں عطا فرمائے ہیں ہمیں ان کا پورا پورا استعمال کرنا چاہیئے۔

ہم نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی مشکلات میں ضرور مدد کرتا ہے۔ اور بڑی سے بڑی دنیاوی رکاوٹوں کو ایسے معجزانہ انداز سے راستہ سے ہٹاتا ہے۔ کہ دنیا دیکھ کر دنگ رہ جاتی ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ پر بھی بیسیوں بار ایسے وقت آئے ہیں کہ جب مخالفین نے اپنی طرف سے یہ سمجھا ہے۔ کہ اب جماعت کا نام ونشان بھی نہیں رہے گا۔ ہر بار ایسا ہوتا رہا ہے کہ یہ چھوٹی سی کمزور جماعت بڑی بڑی دنیاوی طاقتوں کے مقابلہ میں بھڑکتے ہوئے شعلوں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح صحیح وسالم نکلی ہے۔ یہاں تک کہ مخالفین بھی حیرت زدہ ہو کر پکارنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ وہ خود تو مرے پڑے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ ان پر کھڑی ہنس رہی ہے۔

اِنّی مع الافواج اٰتیک بغتۃً

اس کے باوجود ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جماعت سے بڑھ کر تو کوئی الٰہی جماعت نہیں ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ اتنا بے نیاز ہے۔ کہ وہ اتنی اولوالعزم اور جرأت مند جماعت کو بھی بار بار تنبیہ کرتا ہے کہ اگر تم میرا کام نہ کرو گے۔ تو میں تمہاری بجائے کوئی اور قوم کھڑی کر لونگا اس لئے ہمیں ڈرنا چاہیئے کہ جب اتنی باعزیمت جماعت کی مدد بھی اللہ تعالیٰ صرف اسی صورت میں کرتا ہے جس صورت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کام میں پوری طاقتوں کے ساتھ مصروف رہتی ہے۔ تو مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت جو محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت کا ایک ظل ہے۔ اور صرف اس کا ایک پرتو ہے۔ ایسی جماعت اگر اللہ تعالیٰ کا کام جو اس کے سپرد کیا گیا ہے۔ اپنی پوری قوت کے ساتھ سرانجام دینے سے گریز کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کیا پروا ہو سکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وعدہ فرمایا ہے کہ وہ "الذکر" کی جو اس نے نازل کیا ہے خود حفاظت کرے گا۔ اب یہ حفاظت تو اللہ تعالیٰ نے ضرور کرنی ہے۔ خواہ کوئی ایک قوم جس کے ذریعہ وہ ایسا کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پھری کیوں نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ کے گھر میں کسی چیز کی کمی نہیں وہ ایسی نافرض شناس قوم کی جگہ دوسری اور اگر وہ بھی نالائق ثابت ہو۔ تو تیسری قوم کھڑی کر سکتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ چاہے تو پتھروں سے بھی اپنا کام لے سکتا ہے۔ اور ان کو وہ مقام اور رحمتیں بخش سکتا ہے۔ جو اس نے اپنے عباد الصالحین کے لئے مخصوص ہوتی ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ کا کام تو بہرحال ہونا ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قدیم سے سنت یہی ہے۔ کہ وہ اپنے بندوں میں سے بعض کو چن لیتا ہے۔ اور ان کے سپرد اپنا کام کرتا ہے۔ اگر وہ دیانت داری سے اسے سرانجام دیتے ہیں تو فبہا لیکن اگر وہ ہمت ہار دیتے ہیں اور پاؤں توڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے دوسرے بندوں کو اپنا کام سپرد کر دیتا ہے۔

تاریخ اسلام کے کئی باب ایسے ہیں جو ہمیں ایسے انقلابات کا پتہ دیتے ہیں۔ جب تک وہ عرب جن کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے "الذکر" کی نعمت بخشی تھی بحیثیت قوم اللہ تعالیٰ کا کام کرتے رہے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی امداد کرتا رہا۔ لیکن جونہی ان کی رفتار میں ڈھیل اور کام میں سستی پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے عربوں کو چھوڑ کر اپنا کام عجمیوں کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ تاریخ اسلام بتاتی ہے کہ تین سو سال کے اندر اندر ہی دین اور سیاست دونوں عربوں کے ہاتھوں سے نکل کر عجمیوں کے ہاتھوں میں چلے گئے۔ آخر وہ دن بھی آیا۔ کہ عباسی خاندان جو خالص عرب خاندان تھا۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نہایت قریبی رشتہ رکھتا تھا۔ علم اور حکومت دونوں سے محروم ہو گیا۔ اور ایک نہایت اجڈ قوم بے دین ترکوں کو ان پر غالب کر دیا گیا۔ جنہوں نے بغداد کی صرف اینٹ سے اینٹ ہی نہ بجا دی۔ بلکہ ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کا خون پانی کی طرح شہروں کی نالیوں میں بہا دیا۔

بے شک سقوط بغداد کے واقعات پڑھ کر ایک مسلمان کا دل درد وغم سے چیخ اٹھتا ہے۔ اور پکار اٹھتا ہے کہ

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں
بر زوال ملک مستعصم امیر المومنیں

دنیا جانتی ہے کہ اس وقت اس عالی مقام خاندان کی حالت کیا ہو چکی تھی

پھر کیا ہوا پھر ایک معجزہ ہوا یعنی ظالم وسفاک ترک اسلام کی کشتی تیم کے ناخدا بن گئے ؎

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

انہی دنوں بے حس اور جامد یورپ کی رگوں میں زندگی حرکت کرنے لگی تھی اسلام کے قرب نے پولوسی توہمات کے دام کی دھجیاں فضائے بسیط میں اڑا دی تھیں پاپائے روم نے جاہل اور ناکتخدا تراش یورپیوں کے دلوں میں صلیبی جنگوں کی آگ بھڑکا دی تھی۔ دولت کا لالچ گناہوں کی معافی اور شہادت کا سودا ان کے سروں میں بھر دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اسلامی مشرق پر دھاوا بول دیا۔ وہ وقت ایسا تھا کہ اگر ترکوں کا مضبوط اور فولادی پنجہ آڑے نہ آتا تو چین اور ہند کے کناروں تک عیسائیت کا پرچم لہرا جاتا۔ غور کیجیئے جو کام ایک سلطان صلاح الدین ایوبی نے سرانجام دیا وہ کیا مستعصم باللہ بھی سرانجام دے سکتے تھے؟

آج یورپ الحاد اور صلیب لے کر پھر اسلامی مشرق پر حملہ آور ہوا ہے۔ یاجوج اور ماجوج من کل حدب ینسلون کا منظر دکھا رہے ہیں۔ آج یورپ تلوار نہیں بلکہ سائنس اور لادینی فلسفہ کے ہتھیار لے کر نکلا ہے۔ اور ہمارے جسموں کا نہیں بلکہ ہماری ضمیروں کا شکار کھیل رہا ہے۔ علوم وفنون کے لشکر اس کے جلو میں ہیں۔ اس کے مقابلہ کے لئے آج بھی نور الدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی جیسے جرنیلوں کی ضرورت سخت محسوس ہو رہی ہے لیکن آج مادی ہتھیاروں کا مقابلہ نہیں ہے۔ آج دشمن جسموں پر نہیں بلکہ ضمیروں پر حملہ بول رہا ہے اس کے مقابلہ کے لئے نہایت کاری ہتھیار "قرآن مجید" اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلے ہی مہیا کر رکھا ہے۔ البتہ اس ہتھیار کو کوئی صاحب عزیمت ہی چلا سکتا ہے۔ جس کو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق اپنے "الذکر" کی حفاظت کے لئے کھڑا کرے۔ جو دینی لوگ دوسری قسم کے ہتھیار استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ آج تمام مادی قوت یورپ کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن اسی مادی قوت کی وجہ سے ہمارے لئے تبلیغ واشاعت کے ذرائع بھی بہت بڑھ گئے ہیں۔ اور ہم یورپ سے اس کے گھر میں گھس کر اس سے نپٹ سکتے ہیں۔ لیکن یہ کام اتنا سہل نہیں ہے۔ جیسا کہ ایک غلط کار دینی رہنما کی تجویز ہے۔ یہ جنگ نہایت سخت ہے اور یہ جنگ ہے جو جماعت احمدیہ کو لڑنا ہے۔ اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنا ہے۔ یہی کام ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ اگر ہم پوری عزیمت کے ساتھ یہ کام کرتے چلے جائیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہر موڑ پر ہماری مدد فرمائے گا اور انشاء اللہ ہم ہی غالب آئیں گے۔ لیکن اگر ہم نے یہ کام ترک کر دیا یا اس میں سستی دکھائی تو اللہ تعالیٰ کسی اور قوم کو اس کے لئے کھڑا کر دیگا وہ کسی قوم کے خون پوست سے محبت نہیں رکھتا بلکہ اپنے کام کو دیکھتا ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ ہم خود بھی دلجمعی کے ساتھ اس کام کو کریں اور اپنی نسلوں کو بھی اس کے لئے پوری پوری طرح تیار کریں۔ اس طرح انصار اللہ کو نہ صرف اپنا خیال رکھنا ہے بلکہ خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کی تعلیم وتربیت بھی ایسی کرنی ہے کہ نسلاً بعد نسلٍ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کا کام جاری رکھے۔ سو اے خدا ایسا ہی کر۔ آمین

قرآن کریم کی ترتیب کو سمجھنے کے صحیح وسائل

(از مکرم مولوی ظفر محمد صاحب مولوی فاضل)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قرآن کریم میں کوئی ترتیب نہیں ہے۔ اور اگر ترتیب ہے تو صرف اتنی کہ لمبی سورتیں پہلے رکھ دی گئی ہیں اور چھوٹی بعد میں۔ اس غلط خیال کی ترویج میں مستشرقین یورپ نے خاص حصہ لیا ہے۔ اور بعض مسلمان بھی اپنی سادگی کی بنا پر ان کے ہمنوا ہو گئے۔ لیکن اس قسم کے خیالات رکھنے والے مسلمان ایک حد تک معذور تھے کیونکہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی معجزانہ ترتیب کا فہم اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے ساتھ وابستہ تھا۔ جیسے فرمایا:۔

اِنَّ علینا جمعہ وقرآنہ .....
ثم اِنَّ علینا بیانہ۔

قرآن کریم کی ترتیب کو سمجھنے کے لئے دو باتوں کی ضرورت ہے۔ اوّل یہ کہ انسان عربی زبان میں ماہر ہو۔ دوم یہ کہ انسان کو اللہ تعالےٰ کی ذات پر پورا ایمان ہو۔ اور اس کا آئینہ قلب اتنا صاف ہو کر صفاتِ الٰہیہ کا چہرہ اس میں منعکس ہو سکے۔ اگر یہ دو باتیں کسی انسان میں موجود نہ ہوں تو پھر وہ قرآن کریم کی ترتیب کو سمجھنے سے یقیناً محروم رہے گا۔

قرآن کریم کی ترتیب کو سمجھنے میں ایک اور مشکل بھی حائل ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات لا یضلّ ربّی ولا ینسٰی کی مصداق ہے۔ یعنی بھول چوک سے پاک ہے۔ لیکن انسان سہو ونسیان کا پتلا ہے وہ قرآن کریم کے جملہ مضامین اور مطالب کو بیک وقت مستحضر نہیں کر سکتا۔ اگر انسان میں یہ کمزوری نہ ہوتی تو پھر ہر مومن قرآن کریم کی ترتیب کو بیک وقت اپنے ظرف کے مطابق سمجھنے کی اہلیت رکھتا۔

اصل بات یہ ہے کہ جس طرح زمان و مکان کی وسعتوں کو ماپنے سے اہل طبیعات عاجز ہیں اسی طرح عالم قرآن کی وسعتوں کو سمجھنے سے اہل ایمان قاصر ہیں۔ دنیا کے کسی انسان کے لئے خواہ وہ اپنے ایمان کے اعتبار سے کتنا ہی بلند پایہ کیوں نہ ہو قرآن کریم کے جملہ معارف وحقائق کا احاطہ کر لینا ممکن نہیں۔

ہاں ہر شخص اپنے اپنے ظرف کے مطابق اس میں حصہ لے سکتا ہے اور دامن مراد کو مالا مال کر سکتا ہے۔

راقم الحروف کا خیال ہے کہ کائنات میں جو کچھ وقوع میں آچکا ہے یا آئندہ وقوع میں آئے گا وہ سب کا سب قرآن میں بالترتیب موجود ہے لیکن انسان چونکہ غیب دان نہیں ہے۔ اس لئے جب وہ قرآن کریم میں ایک مستقبل کے واقعہ سے پہلے ماضی کے ان واقعات کو جو مستقبل کے واقعہ کے لئے بطور علل و اسباب کے ہوتے ہیں پیوست پاتا ہے تو وہ گھبرا جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ قرآن کریم کے بیان کی ترتیب میں خلل آگیا لیکن اگر وہ ماقبل اور مابعد کی آیات یا سور میں تدبر کرے تو اس کا عقدہ خود قرآن کریم ہی سے حل ہو جاتا ہے

قرآن کریم تقدیر عالم ہے اور اسی کے بیان کے مطابق مزاج عالم میں ہمیشہ تغیرات واقع ہوتے رہتے ہیں۔ قرآن کریم ابتدائے آفرینش سے لیکر یوم آخر تک کے جملہ تغیرات کو عموماً اور تغیرات نوع انسانی کو خصوصاً بالترتیب بیان فرماتا ہے اور اس ڈھنگ میں بیان فرماتا ہے کہ ہر تغیر کے علل و اسباب اور اس کے نتائج بھی انسان کے سامنے آجاتے ہیں اور اپنے دلائل کو ایسی پختہ صورت میں بیان فرماتا ہے کہ ہر زمانے کا انسان ان دلائل کے آگے بشرطیکہ اس کی فطرت مسخ نہ ہو چکی ہو۔ سر جھکا دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مثلاً احیائے موتیٰ کے ثبوت میں وہ یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ جس طرح پانی کی بارش سے مُردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے اسی طرح مَرے ہوئے دل کلام اللہ کی بارانِ رحمت سے زندہ ہو جاتے ہیں۔ اور پھر جب کوئی قوم کلام اللہ کی تربیت کے نتیجہ میں زندہ ہو جاتی ہے تو پھر قرآن کریم اس روحانی احیاء کے واقعہ کو احیائے موتیٰ کے ثبوت میں پیش فرماتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر سلیم الفطرت انسان کو پورا یقین ہو جاتا ہے کہ انسان مرنے کے بعد یقیناً زندہ کیا جائے گا۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ ساتھ ہی اُسے یہ بھی محسوس ہونے لگتا ہے کہ یہ مادی عالم ایک روحانی عالم کے مشابہ ہے۔ اور روحانی عالم ایک نورانی عالم سے مستفیض ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات ہر فیض کا سرچشمہ اور ہر تغیر و تبدّل کے لئے علت العلل ہے۔ بہرحال اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے کہ قرآن کریم سورۂ فاتحہ کی بسم اللہ کی "ب" سے لے کر اپنے آخری نقطہ والناس کی "س" تک ایک ہی کلمہ ہے۔ اور یہ کہ جملہ کائنات اسی کلمہ کے اشارے پر چل رہی ہے۔ اور یہ کہ نوع انسانی کا قافلہ جنت سے نکل کر پھر فردوس تک پہنچنے کے لئے جس رفتار سے گامزن ہے اس کے جملہ مراحل و منازل اس کلام میں مع علل و اسباب اور نتائج بالترتیب بیان ہو رہے ہیں۔ ذیل کے وسائل سے قرآن کریم کے اسلوب بیان کو سمجھنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔

اوّل۔ قرآن کریم کے مقام کو خود اللہ تعالےٰ کے کلام، رسول اللہؐ کی احادیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات، حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی تفسیر اور ائمہ سلف کے ارشادات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

دوم۔ قرآن کریم کی ہر سورت کے محلِ وقوع پر اور ان اسماء اللہ پر غور کیا جائے جن اسماء کی یہ سورت مظہر ہو۔ نیز یہ دیکھا جائے کہ ان اسماء اللہ سے سورت میں کیا مضمون پیدا ہوا۔

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

متقی کو آئندہ کی زندگی یہیں دکھلائی جاتی ہے

"یہ ایک نعمت ہے کہ ولیوں کو خدا کے فرشتے نظر آتے ہیں۔ آئندہ کی زندگی محض ایمانی ہے۔ لیکن ایک متقی کو آئندہ کی زندگی یہیں دکھلائی جاتی ہے۔ انہیں اسی زندگی میں خدا ملتا ہے۔ نظر آتا ہے۔ اور ان سے باتیں کرتا ہے۔ سو اگر ایسی صورت کسی کو نصیب نہیں تو اس کا مرنا اور یہاں سے چلے جانا نہایت خراب ہے۔ ایک ولی کا قول ہے کہ جس کو ایک خواب سچّا عمر میں نصیب نہیں ہوا۔ اس کا خاتمہ خطرناک ہے۔ جیسے کہ قرآن مومن کے یہ نشان ٹھہراتا ہے۔ سو جس میں یہ نشان نہیں اس میں تقویٰ نہیں۔ سو ہم سب کی یہ دعا چاہیئے کہ یہ شرط ہم میں پوری ہو کیونکہ مومن کا یہ خاصہ ہے سو یہ ہونا چاہیئے۔

بہت سی اور بھی برکات ہیں جو متقی کو ملتی ہیں۔ مثلاً سورۂ فاتحہ میں جو قرآن کے شروع میں ہی ہے۔ اللہ تعالےٰ مومن کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ دعا مانگیں۔ اھدنا الصّراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین (سورۃ فاتحہ) یعنی ہمیں وہ راہ سیدھی بتلا ان لوگوں کی جن پر تیرا انعام و فضل ہے۔ یہ اس لئے سکھائی گئی ہے کہ انسان عالی ہمّت ہو کر اس نے خالق کا منشاء سمجھے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ اُمّت بہائم کی طرح زندگی بسر نہ کرے۔ بلکہ اس کے تمام پردے کھل جاویں۔ جیسے کہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ولایت بارہ اماموں کے بعد ختم ہو گئی۔ برخلاف اس کے اس دعا سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے پہلے سے ارادہ کر رکھا ہے کہ جو متقی ہو اور خدا کی منشاء کے مطابق ہے تو وہ ان مراتب کو حاصل کر سکے جو انبیاء اور اصفیاء کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بھی پایا جاتا کہ انسان کو بہت سے قویٰ ملے ہیں۔ جنہوں نے نشوونما پانا ہے۔ اور بہت ترقی کرنا ہے۔ ہاں ایک بکرا چونکہ انسان نہیں۔ اس کے قویٰ ترقی نہیں کر سکتے۔ عالی ہمّت انسان جب رسولوں اور انبیاء کے حالات سنتا ہے تو چاہتا ہے کہ وہ انعامات جو اس پاک جماعت کو حاصل ہوئے اس پر نہ صرف ایمان ہی ہو۔ بلکہ اسے بہ تدریج ان نعماء کا علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین ہو جاتے۔"

(ملفوظات)

سوم۔ ہر سورت کے نام، مضمون اور ابتدائی کلمات اور آخری کلمات پر غور فرمائیے۔

چہارم۔ سورۃ فاتحہ میں اور قرآن کریم کی سورتوں میں مواطات اور مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔

پنجم۔ مقطعات پر غور کیا جائے اور ان کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ان سورتوں میں غور کیا جائے۔ جن کے شروع میں ایک ہی طرح کے حروف مقطعات آتے ہیں۔ اور وجہ اشتراک تلاش کی جائے۔

ششم۔ قرآن کریم کی جملہ آیات بلکہ جملہ الفاظ کا تتبع کیجئے۔ کہ وہ کہاں کہاں مکرر آئے ہیں اور جن سورتوں میں ایک ہی مضمون کی آیات یا الفاظ مکرر آئے ہوں۔ ان میں باہم رابطہ کی وجہ تلاش کیجئے نیز بوقت تکرار آیات کے الفاظ میں یا آیات کے حروف میں کوئی فرق واقع ہو تو اسکی حکمت کو سمجھنے کی کوشش کی جائے

ہفتم۔ قصص انبیاء کے محل وقوع پر غور کیا جائے۔ اور ان کے بظاہر غیر مرتب طور پر اور پھر بار بار مذکور ہونے کی وجہ تلاش کی جائے۔

ہشتم۔ کسی صورت آیت اور لفظ یا حروف کی حکمت کو سمجھنے کے لئے اپنے پاس سے کوئی بات پیدا نہ کی جائے بلکہ ہر بات کو خود قرآن کریم سے دریافت کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر توفیق ایزدی اور خوش نصیبی نے ساتھ دیا تو یہ ہادی کتاب صدہا بصائر کے ساتھ آپ کو اصل حقیقت تک پہنچا دے گی۔ لیکن اگر کسی حجاب کے باعث کوئی مشکل پیش آئے۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، مصلح موعود ایدہ اللہ الودود اور امت کے آئمہ سلف کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

غرض یہ آٹھ طریق ہیں۔ جن کو پیش نظر رکھنے سے مومن کی نگاہ قرآن کریم کے الفاظ کے پردوں سے نکل کر اس کے باطن تک پہنچ سکتی ہے۔ اور وہ لطیف ترتیب جو بظاہر نگاہوں سے پنہاں ہے۔ خود بخود نظر آنے لگتی ہے۔ اور اگر اللہ تعالے کے فضل سے یہ سعادت نصیب ہو جائے۔ تو پھر اس کتاب مکنون کے حسن پنہاں کی ایک ادنیٰ سی جھلک انسان کو وارفتہ کر دیتی ہے۔ اور انسان بے ساختہ پکار اٹھتا ہے۔

دامانِ نگہ تنگ گلِ حسنِ تو بسیار
گلچینِ بہار تو داماں گلہ دارد

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے ماہانہ اجلاس کی مختصر روئیداد

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا ماہانہ اجلاس بروز منگل بتاریخ ۱۹ ستمبر ۵۵ء زیر صدارت چوہدری شبیر احمد صاحب قائمقام نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مسجد مبارک میں بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ جس میں ربوہ کے خدام کے علاوہ کچھ اطفال اور کچھ انصار نے بھی شرکت کی۔ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے مہتممین کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا۔

جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع کی گئی۔ جو کہ حافظ غلام احمد صاحب نے فرمائی۔ اس کے بعد مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب قائمقام قائد مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ نے خدام الاحمدیہ کا عہد دہرایا۔ بعد ازاں قریشی محمد اسلم صاحب نے کلام محمود سے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد مکرم قاضی مبارک احمد صاحب شاہد مبلغ سیرالیون نے جو حال ہی میں افریقہ میں ساڑھے تین سال تک فریضہ تبلیغ اسلام بجا لانے کے بعد ربوہ تشریف لائے ہیں۔ وہاں کے سیاسی۔ جغرافیائی اور مذہبی حالات سنائے۔ آپ نے بتایا کہ سیرالیون میں احمدیہ مشن ۱۹۲۳ء میں قائم ہوا۔ اور سب سے پہلے احمدی مبلغ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر رضی اللہ عنہ مرحوم تھے۔ آپ کے ذریعہ سے بہت سے لوگوں کو احمدیت قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کے بعد سلسلہ کے دوسرے مبلغ مکرم مولوی نذیر احمد علی صاحب مرحوم وہاں پہنچے۔ آپ کی آمد سے قبل وہاں کے ایک مقامی شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ مسجد کے باہر بیٹھا ہے اتنے میں ایک بزرگ جن کے ایک ہاتھ میں قرآن مجید اور دوسرے ہاتھ میں بائیبل ہے۔ نزدیک سے گزرے۔ چند یوم بعد جب مکرم مولوی نذیر علی صاحب مرحوم وہاں پہنچے تو آپ کے ایک ہاتھ میں قرآن مجید اور دوسرے ہاتھ میں بائیبل تھی۔ جونہی اس شخص کی نظر آپ پر پڑی۔ فوراً پہچان گیا۔ کہ خدا تعالے نے مجھ کو یہی آدمی خواب میں دکھلایا تھا۔ چنانچہ جب آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام سنایا۔ تو اس شخص نے فوراً بیعت کر لی۔

دوسری تقریر میجر ڈاکٹر شاہ نواز صاحب نے "ارکان نماز کا فلسفہ" کے موضوع پر فرمائی۔ آپ نے نماز کے ہر رکن کی اہمیت بیان فرمائی۔ اور لطیف پیرایہ میں تشریح فرمائی۔ نیز آپ نے نماز کی ادائیگی کے متعلق مختلف سوالات کے جوابات بھی دئے۔ آپ نے بتایا۔ کہ نماز کے ہر رکن کی ادائیگی میں جہاں روحانی لحاظ سے انسان کو فیوض حاصل ہوتے ہیں۔ وہاں جسمانی لحاظ سے بھی خدا تعالے نے نماز کی ادائیگی میں کئی فوائد رکھے ہیں۔ آپ نے اذان اور نماز کے ہر رکن کے غلط عمل کے نقصانات اور صحیح عمل کے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ صحیح طور پر نماز ادا کرنے کا عملی نمونہ پیش کیا۔

بعد ازاں مکرم صدر صاحب نے مختصراً قیمتی نصائح سے مستفید فرمایا۔ آخر میں مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب قائمقام قائد نے سامعین اور مقررین کا شکریہ ادا کیا۔ اور عہد کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

(قائمقام معتمد۔ قیادت ربوہ)

ہفتہ چندہ تعمیر دفتر مرکزیہ ہال

چندہ تعمیر دفتر مرکزیہ ہال خدام الاحمدیہ کا اعلان آپ کی نظر سے گذر چکا ہوگا۔ کہ اس سلسلہ میں ۱۸ تا ۱۲ ستمبر ۵۵ء ہفتہ منایا جائے۔ اس ہفتہ کی کامیابی کا راز اس میں مضمر ہے۔ کہ ابھی سے اسکو کامیاب بنانے کے لئے سنجیدگی سے غور شروع کر دیا جائے اور جو سکیم اس سلسلہ میں بنائی جائے۔ اس سے مرکز کو فوری طور پر اطلاع کر دی جائے

مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ

اعلان

رسالہ الفرقان کا مستقل دفتر گول بازار میں دفتر خدام الاحمدیہ کے قریب کھل گیا ہے۔ احباب وہاں سے حساب دیکھ سکتے ہیں۔ رسالے سکتے ہیں اور رقم جمع کرا سکتے ہیں۔

منیجر الفرقان۔ ربوہ

حضرت ام ناصر رضی اللہ عنہا کی سوانح حیات
احمدی خواتین و احباب سے ضروری گذارش

از محترم صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب سلمہ

میں نے مورخہ ۲۱ اگست کے الفضل میں اپنے مضمون میں یہ لکھا تھا کہ میں سیدہ ام ناصرؓ کی سوانح حیات لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس پر کئی دوستوں کے خطوط آئے کہ ہم بھی کچھ حالات لکھکر بھجوائیں گے۔ ایسے دوستوں سے گذارش ہے کہ میں نے اس کام کا آغاز کر دیا ہے۔ جن احباب و خواتین کا ارادہ حالات لکھنے کا ہو۔ وہ جلد بھجوا دیں۔ تاکہ انہیں بھی شامل کیا جا سکے۔ آخر میں جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ کہ خدا تعالے مجھے صبر دے۔ اور خدمت دین کی توفیق دے۔ امی جان کی وفات سے جو مجھے زخم لگا ہے۔ وہ ایسا نہیں۔ جس کی شدت دنوں اور مہینوں میں کم ہو جائے

(خاکسار مرزا رفیق احمد)

پتہ درکار ہے

شیخ عطاء اللہ صاحب پنشنر سب پوسٹ ماسٹر ولد شیخ نانک بخش صاحب کے ورثاء کا پتہ درکار ہے۔ اگر ان کے کسی عزیز دوست کو پتہ ہو مطلع فرما دیں۔ مکرم شیخ صاحب مرحوم کی وصیت کے بارہ میں اُن سے ضروری بات چیت کرنی ہے

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

ایف اے کے یونیورسٹی امتحانات میں تعلیم الاسلام کالج کا
تفصیلی نتیجہ

ایف ایس سی نان میڈیکل، ایف ایس سی میڈیکل اور ایف اے (آرٹس) کے یونیورسٹی امتحانات میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے جو طلبہ کامیاب ہوئے ہیں ان کا تفصیلی نتیجہ درج ذیل ہے۔ ہر طالب علم کے نام کے ساتھ اس کے حاصل کردہ نمبروں اور ڈویژن کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے۔

ایف ایس سی نان میڈیکل

	نام	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
۱	محمود احمد سندھو	۳۷۳	سیکنڈ
۲	لطف الرحمان	۲۸۱	تھرڈ
۳	عبدالمنان بھٹہ	۳۷۰	سیکنڈ
۴	نذیر احمد	۳۴۹	؍؍
۵	محمد صدیق	۳۵۴	؍؍
۶	محمد شریف	۳۵۸	؍؍
۷	بشیر احمد	۳۲۰	تھرڈ
۸	عبدالرزاق احمد	۳۶۱	سیکنڈ
۹	عبدالرحمان	۳۷۹	؍؍
۱۰	نثار احمد	۳۴۵	؍؍
۱۱	انعام اللہ اختر	۴۱۲	فرسٹ
۱۲	محمود احمد	۳۷۲	سیکنڈ
۱۳	محمود احمد شاد	۴۶۰ (اول)	فرسٹ
۱۴	محمد اسلم ظفر	۳۹۳	؍؍
۱۵	محمد صدیق تبسم	۳۱۱	تھرڈ
۱۶	بشیر احمد	۳۴۸	سیکنڈ
۱۷	اختر حسین	۴۱۳	فرسٹ
۱۸	محمد اسلم شاد	۳۷۸	سیکنڈ
۱۹	محمد دین ارشد	۳۹۶	فرسٹ
۲۰	محمد انور احمد خان	۳۳۷	سیکنڈ
۲۱	تصدق حسین خالد	۳۶۱	؍؍
۲۲	محمد عارف سعید	۳۲۷	؍؍
۲۳	محمد انور	۳۴۴	؍؍
۲۴	نور محمد نور	۲۶۹	تھرڈ
۲۵	عبدالرشید فوزی	۳۱۴	؍؍
۲۶	مظفر احمد اختر	کمپارٹمنٹ	انگریزی
۲۷	عطاء الرحمٰن پرویز	؍؍	؍؍
۲۸	محمد رشید	؍؍	؍؍
۲۹	بشیر احمد نادم	؍؍	؍؍
۳۰	عبدالوہاب	؍؍	؍؍

ایف ایس سی میڈیکل

	نام	نمبر حاصل کردہ	ڈویژن
۱	ریاض حسین	۳۲۱	تھرڈ
۲	محمد اکرام خان	۲۷۲	؍؍
۳	مودود احمد خان	۲۶۹	؍؍
۴	عبیدالرحمٰن جاوید ہاشمی	۳۱۶	؍؍
۵	امین احمد	۳۴۶	سیکنڈ
۶	محمد حسین	۲۶۳	تھرڈ
۷	عبدالباسط	۳۱۷	تھرڈ
۸	لطیف احمد ظفر	۲۷۰	؍؍
۹	مبشر احمد خان چوہان	۳۲۲	؍؍
۱۰	مسعود احمد خان	۳۵۰	سیکنڈ
۱۱	کریم اللہ ناصر	۲۵۲	تھرڈ
۱۲	رشید احمد	۳۸۳ (اول)	سیکنڈ
۱۳	مبشر احمد لائلپوری	۳۳۶	؍؍
۱۴	مبشر احمد	۲۴۵	تھرڈ
۱۵	محمد ظفر محمود	۳۲۵	سیکنڈ
۱۶	سلیم الدین اختر	۲۲۹	تھرڈ
۱۷	منصور آفتاب احمد	۲۷۶	؍؍
۱۸	محمد سبطین	نمبروں کا اعلان بعد میں ہوگا	
۱۹	جمیل اسماعیل صوفی	۲۵۳	تھرڈ
۲۰	مرزا ادریس احمد	۲۶۲	؍؍
۲۱	مبشر احمد	۲۸۵	؍؍
۲۲	عبدالباسط نعیم	۲۸۴	؍؍
۲۳	مسعود احمد قریشی	۲۷۸	؍؍

کمپارٹمنٹ

	نام		
۲۴	اعجاز احمد گوہر	کمپارٹمنٹ	کمسٹری
۲۵	منصور احمد بشیر	؍؍	؍؍
۲۶	سلیم اختر صدیقی	؍؍	؍؍

ایف اے (آرٹس)

	نام	نمبر حاصل کردہ	ڈویژن
۱	عزیز احمد طاہر	۳۲۹	سیکنڈ
۲	خالد محمود	۳۶۳	؍؍
۳	محمد اشرف مبشر	۳۲۸	؍؍
۴	دلبر حسین باجوہ	۳۵۷	؍؍
۵	رحمت اللہ	۳۵۶	؍؍
۶	نصیر احمد ناصر	۳۲۴	تھرڈ
۷	نصیر احمد ناصر	۳۰۵	تھرڈ
۸	ارشد بیگ	۳۶۷	سیکنڈ
۹	انور حسین	۴۱۱ (اول)	فرسٹ
۱۰	عبداللہ ابوبجہ	۳۵۲	سیکنڈ
۱۱	محمد رشید اختر	۳۷۵	؍؍
۱۲	لطیف احمد انور	۳۴۰	؍؍
۱۳	عبدالحلیم صادق	۴۱۱	فرسٹ
۱۴	ضیف احمد	۲۸۷	تھرڈ
۱۵	احمد یار	۴۱۸	فرسٹ
۱۶	خالد محمود شاہ	۳۰۶	تھرڈ
۱۷	شاہد حامد	۲۹۲	؍؍
۱۸	محبوب الٰہی	۳۱۰	تھرڈ
۱۹	بشیر احمد اصغر	۲۵۵	؍؍
۲۰	غلام مرتضیٰ	۲۷۵	؍؍
۲۱	حمید احمد	۲۵۲	؍؍
۲۲	ملازم حسین نذیر	۲۹۱	؍؍
۲۳	ناصر احمد	۲۸۹	؍؍
۲۴	محمد یونس	۲۹۵	؍؍
۲۵	محمد حنیف	۲۳۷	؍؍
۲۶	محمد اکرام ظفر	۲۶۶	؍؍
۲۷	ذکاء اللہ خان	۲۸۱	؍؍
۲۸	چوہدری ظہور الحق	۲۸۴	؍؍
۲۹	محمد ابراہیم نسیم	۳۰۶	؍؍
۳۰	محمد افضل چیمہ	۳۳۲	سیکنڈ
۳۱	محمد عاشق سکھیرا	۲۹۶	تھرڈ
۳۲	محمد منیر احمد سیالی	۲۶۴	؍؍
۳۳	لطیف احمد قریشی	۳۶۵	سیکنڈ
۳۴	حاکم علی	۲۴۰	تھرڈ
۳۵	محمد الیاس	۲۵۵	؍؍
۳۶	حبیب احمد	۲۷۳	؍؍
۳۷	محمد صدیق	۲۸۴	؍؍
۳۸	بشیر احمد چیمہ	۲۷۸	؍؍
۳۹	داؤد احمد	۳۷۹	سیکنڈ
۴۰	محمد رفیق	۲۸۷	تھرڈ
۴۱	جلال احمد	۲۹۲	؍؍
۴۲	عبدالسمیع	۳۸۲	سیکنڈ
۴۳	محمد اسلم خان	۲۷۴	تھرڈ
۴۴	مبارک احمد اجھوری	کمپارٹمنٹ	انگریزی
۴۵	مبارک احمد چوہدری	؍؍	؍؍
۴۶	منصور غازی چوہدری	؍؍	؍؍
۴۷	احسن نواز	؍؍	؍؍
۴۸	زندہ محمود باجوہ	؍؍	فارسی
۴۹	محمد صدیق	؍؍	انگریزی

جامعہ نصرت ربوہ کا تفصیلی نتیجہ

امسال ایف اے کے امتحان میں جامعہ نصرت ربوہ کی ۴۲ میں سے جو ۲۰ طالبات کامیاب ہوئی ہیں۔ ان کے اسماء اور حاصل کردہ نمبر درج ذیل ہیں۔

	نام طالبات	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
۱	امۃ اللطیف	۳۹۰	فرسٹ
۲	امۃ الباری	۳۷۲	سیکنڈ
۳	امۃ الرشید عطا محمد	۳۷۱	؍؍
۴	امۃ الرشید لطیف	۳۶۶	؍؍
۵	طاہرہ کلثوم	۳۵۸	؍؍
۶	صادقہ قمر	۳۲۸	؍؍
۷	صادقہ محمود	۳۲۸	؍؍
۸	بشریٰ پروین	۳۲۶	؍؍
۹	عائشہ امینہ	۳۲۴	تھرڈ
۱۰	نصرت چوہدری	۳۲۲	؍؍
۱۱	امۃ الباسط بشریٰ	۳۲۱	تھرڈ
۱۲	امۃ الہادی ذکیہ	۳۱۷	؍؍
۱۳	غلام فاطمہ	۳۰۷	؍؍
۱۴	حلیمہ رحیم	۳۹۶	؍؍
۱۵	سلیمہ مبشرہ	۲۹۶	؍؍
۱۶	مقبول اختر	۲۹۴	؍؍
۱۷	امۃ السلام	۲۸۸	؍؍
۱۸	ذکیہ رحمان	۲۸۵	؍؍
۱۹	نشاط القمر	۲۵۹	؍؍
۲۰	حامدہ مبارکہ	Marks Later on	

علاوہ ازیں بعض پرائیویٹ طالبات بھی چند ماہ جامعہ نصرت میں تعلیم حاصل کر کے پرائیویٹ طور پر امتحان میں شامل ہوئی تھیں ان میں سے مندرجہ ذیل کامیاب ہوئی ہیں۔

	نام	حاصل کردہ نمبر
۱	صفیہ بیگم	۳۱۹
۲	اقبال بیگم	۲۹۷
۳	طاہرہ بیگم	کمپارٹمنٹ (انگلش)
۴	شمیم اختر	کمپارٹمنٹ (انگلش)

ضلع لاہور و شیخوپورہ کی شہری جماعتوں کے لئے

سید ولایت شاہ صاحب انسپکٹر وصایا کو ضلع لاہور و شیخوپورہ کی شہری جماعتوں کے دورہ کے لئے ۲۴ سے بھیجا جاتا ہے۔ جملہ امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر انسپکٹر صاحب وصایا کے کام میں ان کی ہر ممکن امداد فرما کر ممنون فرما دیں۔ انسپکٹر صاحب وصایا کا کام حصہ آمد کے موصیوں سے فارم اصل آمد سالانہ گذشتہ پُر کرانا۔ ممبران کو ان کے سالانہ حساب تیار کر کے دینا ہوگا۔ اور علاوہ ازیں نئی وصایا کی تحریک کرنا منسوخ شدہ وصایا کی بحالی کی تحریک کرنا۔ بقایا جات کی وصولی کرنا اور بلا تفصیل رقوم کی پڑتال کرنا ہوگا۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

کوالیفائڈ ڈسپنسر کی ضرورت

تعلیم الاسلام کالج کی ڈسپنسری کے لئے ایک مستند محنتی۔ نوجوان اور مخلص ڈسپنسر کی ضرورت ہے۔ تنخواہ کا گریڈ ۶۰-۴-۱۰۰ علاوہ مہنگائی الاؤنس ہے۔ درخواستیں بمعہ نقول اسناد قابلیت و تجربہ بخدمت پرنسپل صاحب تعلیم الاسلام کالج ربوہ مرسل ہوں۔ (سپرنٹنڈنٹ فضل عمر ہوسٹل ربوہ)

شوریٰ انصار اللہ

مجلس انصار اللہ کے سالانہ اجتماع (منعقدہ ۳۱ اکتوبر و یکم نومبر) کے دوران میں مجلس شوریٰ میں پیش کرنے کے لئے زعماء کرام کی طرف سے تجاویز جلد دفتر مرکزیہ میں پہنچ جانی چاہئیں۔ تا کہ زیر دفعہ ۶۹ دستور اساسی مجلس انصار اللہ مجلس عاملہ مرکزیہ ان پر غور کر کے مجلس شوریٰ کے لئے ایجنڈا مرتب کر سکے۔

(قائم مقام قائد عمومی انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

انصار اللہ کا آئندہ امتحان

انصار اللہ کا آئندہ امتحان انشاء اللہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو منعقد ہوگا۔ اس کے لئے قرآن مجید کے دوسرے پارہ کے نصف اوّل کا ترجمہ نصاب ہوگا۔ اراکین انصار سے گذارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس میں شرکت فرما دیں۔ زعماء کرام شریک ہونے والے احباب کے اسماء گرامی سے دفتر انصار اللہ مرکزیہ کو مطلع فرما دیں۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

اعانت الفضل

گزشتہ اعلان اعانت کے بعد مندرجہ ذیل رقوم اعانت الفضل کی مد میں وصول ہوئی ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ ان کی طرف سے مستحقین کے نام پرچے جاری کر دیئے گئے ہیں۔

۱۔ میاں غلام محمد صاحب سٹینو گرافر لائل پور ۔۔۔۔ ۱۰

۲۔ عزیز الدین خاں صاحب گڈز ناکا۔ حیدر آباد سندھ ۔۔۔۔ ۵

۳۔ میجر ڈاکٹر شاہ نواز خاں صاحب ربوہ ۔۔۔۔ ۲

۴۔ محترمہ والدہ صاحبہ پروفیسر محمود احمد صاحب کراچی ۔۔۔۔ ۵

۵۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ بابو فقیر اللہ صاحب حلقہ سول لائن لاہور ۔۔۔۔ ۵

۶۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ چوہدری علی محمد صاحب بی۔ اے بی ٹی۔ ربوہ ۔۔۔۔ ۵

(مینیجر الفضل)

ضروری تصحیح

مورخہ ۲۲ر اگست کے الفضل میں صفحہ ۶ پر میری طرف سے غلط فہمی کی بنا پر بیگم صاحبہ چوہدری نبی احمد صاحب کی وفات کی خبر شائع ہوئی ہے۔ وہ بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں اور بخیریت ہیں۔ دراصل مورخہ ۱۰ اور ۱۱ر اگست کی درمیانی رات کو چوہدری صاحب موصوف کی خوشدامن صاحبہ کی وفات ہوئی تھی۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

(آغا محمد عبداللہ خاں ڈرگ روڈ۔ کراچی نمبر ۸)

درخواست دعا

میری لڑکی عزیزہ سیدہ رشیدہ بانو اہلیہ عزیزم سید ظہور احمد صاحب کراچی میں بیمار ہے احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ (خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی۔ مربی جماعت احمدیہ لائلپور)

ہفتہ ـــ چندہ تعمیر دفتر مرکزیہ و ہال

جملہ مجالس ہائے خدام الاحمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ چندہ تعمیر دفتر مرکزیہ کے سلسلہ میں ۴ تا ۱۰ ستمبر جو ہفتہ منایا جا رہا ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل ذرائع بھی استعمال کئے جائیں۔

۱۔ اس اعلان کے پہنچنے پر روزانہ کسی ایک نماز میں خدام کو توجہ دلائی جاتی رہے۔ کہ وہ اس کی کامیابی کے لئے دعا کرتے رہیں۔

۲۔ ہر مجلس کے مقامی حالات کی روشنی میں وفود بنا دیئے جائیں۔ جو اس ہفتہ میں خدام کے پاس پہنچ کر تحریک اور وصول کریں۔

۳۔ یہ ہفتہ شروع ہونے پر ایک عام اجلاس کر کے خدام کو اس کی اہمیت سے روشناس کرایا جائے۔ اور محترم نائب صدر صاحب کی طرف سے جو ذی استطاعت خدام کے لئے سو سو یا پچاس پچاس روپے حصہ لینے کی تحریک ہے وہ بھی سنائی جائے اس تحریک سے عنقریب الفضل۔ خالد اور خطوط کے ذریعہ اطلاع ہو جائیگی۔

۴۔ اس سلسلہ میں ہر ایک خادم تک پہنچنا ضروری ہے۔

۵۔ کوشش کی جائے کہ زیادہ سے زیادہ خدام سے نقد وصولی ہو۔ دیہاتی مجالس کے جو نقدی میں ادائیگی کے قابل نہ ہوں۔ ان سے جنس کی صورت میں وصولی کر لی جائے۔

۶۔ اس ہفتہ میں ہر خادم سے کم از کم ایک روپیہ جو کہ سالانہ مقرر ہے۔ اس کی وصولی بہر صورت کر لی جائے۔ مگر کوشش یہ کی جائے کہ جو خدام ذی استطاعت ہیں۔ ان سے ایک ایک سو یا پچاس پچاس روپے وصول ہوں ایسے خدام کے نام ہال میں کندہ کر دیئے جائیں گے تا آئندہ آنے والی نسلیں ان سے نیک نمونہ پکڑیں۔ اور ان کے لئے دعا ہوتی رہے۔ نیز ان کے اسماء دعا کے لئے حضور اقدس کی خدمت میں بھی پیش کر دیئے جائیں گے۔

۷۔ اگر کسی مجلس میں ایسے ذی استطاعت خدام بھی ہوں۔ جن کو خطوط کے ذریعہ مرکز کی طرف سے تحریک کیا جانی ضروری ہو۔ تو ایسے خدام کے پتہ جات ملنے پر ان کو لکھ دیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مقام اجتماع میں داخلہ ـــ سالانہ اجتماع ۲۴-۲۵-۲۶ر اکتوبر ۱۹۵۸ء

امسال سالانہ اجتماع کے موقعہ پر مقام اجتماع میں داخلہ کے وقت مندرجہ ذیل امور کا خاص خیال رکھا جائیگا۔ اسلئے اجتماع میں شامل ہونیوالے اراکین اسکی پوری پابندی کریں۔ تا وقت پر تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔

۱۔ کسی خادم کو مقام اجتماع میں زائر کی صورت میں داخل ہونیکی اجازت نہ ہوگی۔ نہ مقامی نہ بیرونی۔ پس کوئی خادم اس خیال سے نہ آئے کہ وہ مقام اجتماع میں بغیر اجتماع میں شامل ہوئے آ سکیگا۔

۲۔ اجتماع میں شامل ہونیوالے ہر خادم کو اپنا نام معہ مکمل کوائف مقام اجتماع میں داخلہ سے قبل دفتر میں درج کرانا ضروری ہوگا۔ اس کے لئے عنقریب مرکز کی طرف سے جملہ مجالس کو فارم بھجوا دئے جائیں گے۔ جو انفرادی طور پر ہر اس خادم سے متعلق ہوں گے۔ جو اجتماع میں شامل ہو رہا ہے۔ مجالس ابھی سے اطلاع دیں کہ ان کی طرف سے کتنے خدام اجتماع میں شامل ہوں گے۔ تا اسی قدر فارم بھجوائے جائیں۔

۳۔ اس مرتبہ مقام اجتماع میں کوئی دوکان نہیں ہوگی۔ اس لئے تھیلیوں میں چنوں کا ہونا ضروری ہے۔ تا ناشتہ میں سہولت ہو۔ ناشتہ چنوں کا ہوگا۔

۴۔ خیموں کے لئے اراکین مکمل سامان اپنے ساتھ لائیں۔ ایک خیمہ کی تیاری کے لئے دو کھمبیں یا دو دو بلیاں۔ چار لاٹھیاں۔ آٹھ کھونٹیاں اور رسی درکار ہوں گی۔ یہ چیزیں آتے وقت ساتھ لے کر آئیں۔ یہاں نہیں ملیں گی۔ ۵۔ ہر خادم کے ساتھ اس کا تھیلہ مع ضروری سامان کے مکمل ہونا چاہیئے۔ مقام اجتماع میں داخلہ سے قبل اس کی پڑتال کی جائیگی۔ اور جس خادم کا سامان نامکمل ہوگا۔ اسے اجتماع میں شامل ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔

۶۔ اجتماع میں شامل ہوتے وقت ایک آدھ زائد کپڑا ضرور ساتھ لائیں۔ تا اگر کسی وقت زمین پر بیٹھنا پڑے تو دقت نہ ہو۔

۷۔ موسم کے مطابق بستر کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ اندازہ یہی ہے کہ امسال اکتوبر کے آخر میں کافی ٹھنڈ ہو جائے گی۔

۸۔ اجتماع کے موقعہ پر عہد دہراتے وقت یا نمازوں کے اوقات میں کوئی خادم ننگے سر نہ ہو۔ اسکے لئے مناسب انتظام ضرور کر لیں۔ (نائب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مشرق وسطے کا تیل

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی منقول از بدر قادیان

دوسری جنگ عظیم سے پہلے مشرق وسطے کی سیاسیات۔ اقتصادیات اور معدنیات پر برطانیہ اور فرانس کا تسلط تھا لیکن دوسری جنگ عظیم کے درمیان روس اور امریکہ پر بھی مشرق وسطیٰ کی اہمیت واضح ہو گئی۔ ابتداءً اس کی اہمیت کا احساس اس کے محل وقوع، جغرافیہ اور فوجی نقطۂ نظر سے ہوا۔ یعنی دوران جنگ میں دنیا کی بڑی طاقتوں نے محسوس کیا کہ اگر آئندہ کوئی عالمگیر جنگ ہوئی تو وہی بازی لے جائے گا جس کا مشرق وسطیٰ پر قبضہ یا اثر و رسوخ ہوگا۔ مگر دوسری بڑی لڑائی کے بعد جب تیل کے مسئلہ پر ایران اور برطانیہ کے درمیان کشمکش شروع ہوئی۔ تو اسکے بعد صنعتی اور تجارتی میدان میں بھی مشرق وسطیٰ کی اہمیت بہت بڑھ گئی۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ جب ۱۹۵۱ء میں ایران و برطانیہ کی کشمکش کے باعث ایرانی تیل کی پیداوار بہت گھٹ گئی۔ تو اس وقت مشرق وسطیٰ کی دوسری کمپنیوں سے تیل کی مانگ شروع ہوئی اور جب ان کمپنیوں نے اپنی پیداوار میں زیادتی کی کوشش شروع کی تو حیرت انگیز کامیابی ہوئی۔ سعودی عرب سے کر قطر تک تیل کے جتنے ذخیرے ہیں۔ انہوں نے ۱۹۵۱ء کے بعد ان پیداوار اندازہ سے زیادہ ہو گئی۔ اس وقت سے اہل سیاست اور اہل تجارت دونوں کی نظریں مشرق وسطیٰ پر جم گئیں۔ اور آج جو ہم پورے مشرق وسطے کو "سرد جنگ" "خفیہ سازش" اور "انقلاب" کے پنجہ میں دیکھتے ہیں۔ اس کی وجہ اس کی یہی اہمیتیں ہیں۔

امریکی و روسی مداخلت

یوں تو بیسویں صدی کے آغاز ہی سے امریکن کمپنیاں بھی مشرق وسطیٰ میں تیل کا کاروبار کر رہی ہیں۔ مگر اینگلو ایرانین نزاع سے پہلے غلبہ و اقتدار "برطانیہ و فرانس" ہی کا تھا۔ البتہ اس اختلاف کے بعد امریکہ آگے بڑھا۔ اور قریب قریب مشرق وسطے کے تمام اہم ذخائر پر قبضہ کر لیا۔ روس جو ابھی تک مشرق وسطیٰ کے معاملات سے بے تعلق تھا یا محروم رکھا گیا تھا۔ اب اس پر بھی مشرق وسطیٰ کے تیل کی اہمیت کا انکشاف ہوا اور اس نے بھی وہاں کے معاملات میں مداخلت شروع کی۔ بس یہیں سے مشرق وسطیٰ میں "سرد جنگ" کی تاریخ شروع ہوتی ہے۔ روس کے یہ سرد جنگ چھیڑنے کی کیا وجہ تھی؟ اس کی پہلی وجہ تو مدافعانہ یا جارحانہ ضرورت تھی دوسری وجہ کمیونزم کی تبلیغ و اشاعت تھی اور تیسری وجہ صنعت و حرفت کی ترقی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ

تیل کے مرکز

اس وقت دنیا میں تیل کے دو ہی بڑے مرکز ہیں۔ امریکہ اور "مشرق وسطے"۔ مشرق وسطے میں دنیا کے تیل کا [illegible] فیصدی حصہ پایا جاتا ہے۔ اور امریکہ میں ۲۷ فی صدی اور روس میں تیل کے جو ذخائر اب تک دستیاب ہوئے ہیں۔ وہ ان دونوں کے مقابل بہت کم ہیں۔ روس بڑی مشکل سے اپنی ضرورت پوری کرتا ہے وہ اپنا تیل کہیں برآمد نہیں کر سکتا۔ اور اس دور میں کہ صنعت اور ترقی کا زیادہ تر انحصار تیل کی پیداوار ہے۔ وہ تیل کی اتنی محدود پیداوار ہے۔ پر قناعت کر کے زندہ نہیں رہ سکتا۔ دوسری جنگ عظیم میں تو روس برطانیہ اور امریکہ کا حلیف تھا۔ اس لئے اس کو تیل کی کمی سے نقصان نہیں ہوا۔ لیکن اگر تیسری جنگ ہوئی۔ تو وہ تیل کی بڑی شدت سے کمی محسوس کرے گا۔

اسلئے اس کو "مشرق وسطیٰ" کے معاملات میں مداخلت کی ضرورت تھی۔ اور برطانیہ و امریکہ نے روس کے لئے ذرائع مداخلت بھی پیدا کر دئیے۔ اس کے علاوہ روس کا اثر و رسوخ بڑھانے اور امریکہ و برطانیہ کے وقار کو ٹھیس لگانے میں فرانس نے بھی بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ اور وہ ہے الجزائر وغیرہ کا مسئلہ "مشرق وسطیٰ" کا وہ ماحول جو اہل مغرب کے لئے سازگار تھا۔ جب خود انہوں نے اپنے لئے ناسازگار بنا لیا۔ تو روس نے اس طرف توجہ کی۔ سب سے پہلے مصر روس کی طرف جھکا۔ اور جب خروشیف نے اس کو اپنی گود میں لے لیا تو پھر شام بھی اس طرف مائل ہوا۔ اور روس کے لئے اپنے ملک کا دروازہ کھول دیا۔

مصر و شام نے روسی کیمپ میں جانے کی پہل کیوں کی؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ یہی دونوں ممالک برطانیہ اور امریکہ کی دورخی پالیسی کے شکار ہوئے ہیں مملکت اسرائیل جسے جنم دینے میں تو روس نے ہی سبقت کی تھی یعنی اس نے اس کو پہلے تسلیم کیا مگر وہ پھر اس کی پرورش سے باز آگیا

اور اس کے بعد جس کی پرورش کا بیڑا برطانیہ و امریکہ نے اٹھایا۔ اس مملکت اسرائیل نے سب سے زیادہ مصر و شام کو متاثر کیا۔ مصر و اسرائیل میں تو باقاعدہ حالت جنگ طاری ہے اور شام جو مشرق وسطے کا ایک چھوٹا سا کمزور سا ملک ہے۔ اس کی پوری سرحد اسرائیل سے ملتی ہے اور وہ ہمیشہ "اسرائیلی خطرات" سے دوچار رہتا ہے۔ ان دونوں نے بارہا برطانیہ و امریکہ کے سامنے اپنی مصیبت رکھی مگر ایک نہیں سنی گئی۔ ان حالات میں مصر و شام کا روس کی طرف مائل ہونا طبعی امر تھا۔

روس کی ذمہ داری

اس اتحاد کے بعد روس کی ذمہ داریاں بڑھ گئیں۔ مصر جہاں تیل کا بہت معمولی سا ذخیرہ پایا جاتا ہے اور شام جہاں تیل کا کوئی ذخیرہ نہیں اب روس کا فرض ہو گیا کہ ان دونوں ملکوں کی ضرورت پوری کرے مگر وہ کہاں سے کرتا۔ اس لئے اپنے حلیفوں کو تیل والے ممالک میں نقب لگانے کی اجازت دے دی اور پہلا نقب عراق میں لگایا گیا

تبلیغ کمیونزم

تیسری وجہ کمیونزم کی تبلیغ و اشاعت کا شوق ہے جو داعی کمیونزم ہونے کے باعث روس کا فریضہ ہے کمیونزم کی ایک شاخ انٹرنیشنل یعنی بین الاقوامی بھی ہے روس چاہتا ہے کہ اس شاخ کے ماتحت ساری دنیا کمیونزم میں داخل ہو جائے اسی نیت سے اس نے مشرق وسطیٰ کی طرف رخ کیا ہے۔ اگر وہ اس خطہ دنیا میں کامیاب ہو گیا تو یہی نہیں کہ معدنی دولت سے مالا مال ہو جائے گا بلکہ اس وقت کمیونزم کے راستہ میں موجود بڑی سیاسی و مذہبی روکیں ہیں یعنی "اسلام و معاہدہ بغداد" وہ بھی خود بخود دور ہو جائیں گی۔ مشرق وسطے میں "سرد جنگ" چھیڑنے کا ایک محرک یہ بھی ہے۔

روس اور سرد جنگ

اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کمیونزم کی ترقی کامیابی "سرد جنگ" میں ہی ہے اگر گرم جنگ ہو گئی تو کمیونزم کی راہ میں بہت سی روکیں پیدا ہو جائیں گی۔ سرد جنگ علامت ہوتی ہے اندرونی انتشار بیکاری و بے چینی کی۔ کمیونزم کے لئے یہ ماحول بڑا سازگار ہوتا ہے۔ روس نے کوریا میں گرم جنگ شروع کی۔ مگر اس کو وہاں اتنی کامیابی نہیں ہوئی جتنی مصر، شام، عراق یا چین میں ہوئی۔ یورپ کے وہ ممالک جو جنگ کے نتیجہ میں روس کے زیر اقتدار آ گئے ہیں وہاں بھی کمیونزم اتنا مقبول نہیں جتنا سرد جنگ والے علاقوں میں۔

برطانیہ و امریکہ

اب اس کے مقابل ہم امریکہ برطانیہ اور فرانس کو دیکھتے ہیں کہ وہ کس تحریک یا نظریے کو بروئے کار لانے کے لئے مصروف عمل ہیں۔ ان کے سامنے صرف حکمرانی اور تجارتی و اقتصادی مفاد ہے۔ ان کو کسی نظریے، اعتقاد و ایمان سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ اہل مغرب نے مشرق وسطے میں جو تیل کے کاروبار کا جال پھیلا رکھا ہے اس کی بنیاد بھی اسی نقطۂ نظر پر ہے

(۲)

نیچے ہم مشرق وسطیٰ کے تیل کی تفصیل دیتے ہیں۔ اس سے اس خطۂ دنیا کی اہمیت اور مغربیوں کی تاجرانہ ذہنیت کا حال منکشف ہو جائے گا۔

سعودی عرب

۱۹۵۱ء تک ایران کا تیل کی پیداوار میں پہلا درجہ تھا لیکن برطانیہ سے مناقشہ کے بعد سعودی عرب کی پیداوار زیادہ ہو گئی سعودی عرب میں تیل کے پائے جانے کے امکانات بیسویں صدی کے اوائل سے نظر آنے لگتے ہیں۔ لیکن سب سے پہلے ۱۹۳۵ء میں تجارتی مقدار میں تیل برآمد ہوا۔ اس تیل کا ٹھیکہ امریکن کمپنی نے لیا ہے جس کو "عربین امریکن آئل کمپنی" (ارامکو) کہتے ہیں۔ سعودی عرب میں تیل کے مراکز دمام، قطیف، بقیق اور گھوار کا کنواں سب سے طویل ہے جو ۱۲۰ میل لمبا ہے۔

عراق

مشرق وسطیٰ میں تیل کا دوسرا اہم مرکز عراق ہے۔ عراق معیشت اور صنعت کا زیادہ تر انحصار اس تیل کی آمد پر ہے۔ عراق تیل کا مرکز "کرکک" ہے۔ جہاں تیل کا ۷۵ فیصدی حصہ برآمد ہوتا ہے۔

ایران

تیل کی پیداوار کے لحاظ سے تیسرا اہم مقام ایران ہے۔ مشرق وسطے میں سب سے پہلے ایران میں ہی تیل دریافت ہوا تھا۔ اور یہ ۱۹۵۱ء تک برطانیہ کی ملکیت رہا۔ ایرانی تیل کی پیداوار ۱۹۴۷ء میں ۲ کروڑ ٹن تک تھی اور ۱۹۵۱ء میں ۳ کروڑ ٹن تک پہنچ گئی۔ (باقی)

محترم جناب مولوی رحمت علی صاحب کی وفات (بقیہ صفحہ اوّل)

درآنحالیکہ پہلے وہاں کوئی ایک جماعت موجود نہ تھی۔ درجنوں نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ احمدیت میں داخل ہوئے۔ آپ کا یہ کارنامہ تاریخ احمدیت میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ اور آئندہ نسلیں اس پر فخر کریں گی ہر چند کہ آپ درمیان میں تین مرتبہ انڈونیشیا سے واپس بھی تشریف لائے لیکن ہر بار تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد پھر واپس تشریف لے جاتے رہے اور اس طرح آپ کو خدمت اسلام کی خاطر بہت طویل عرصہ اپنے بیوی بچوں اور عزیز و اقارب سے جدا رہنا پڑا۔ آپ نے یہ جدائی بطیب خاطر برداشت کی۔ اور آخر دم تک کبھی خدمت اسلام سے منہ نہ موڑا۔ آخری مرتبہ آپ ۱۷؍اکتوبر ۱۹۴۷ء کو انڈونیشیا تشریف لے گئے تھے۔ اور پھر دس سال کے بعد اپریل ۱۹۵۰ء میں واپس تشریف لائے واپس آنے کے بعد آپ نے بیرونی ممالک سے آئے ہوئے مبلغین اسلام کے ایک وفد کے ہمراہ رئیس الوفد کی حیثیت سے مغربی پاکستان کا دورہ کیا۔ اور اس طرح جماعتوں کی تربیت اور ارشاد و اصلاح کے سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ اپریل ۱۹۵۳ء میں آپ کو مشرقی پاکستان میں رئیس التبلیغ مقرر کیا گیا۔ جہاں آپ اڑھائی تین سال تک خدمات بجالاتے رہے۔ اسی دوران میں کہ آپ خدمات دینیہ بجالانے میں مصروف تھے وہاں آپ بیمار ہوگئے۔ آپ کو ذیابیطس اور گردے میں پتھری کا عارضہ لاحق تھا۔ بیماری کی حالت میں ہی یکم دسمبر ۱۹۵۵ء کو ڈھاکہ سے لاہور تشریف لائے اور وہاں میو ہسپتال میں عرصہ دراز تک زیر علاج رہے۔ جسم پر چند ایک پھوڑے نکل آئے تھے۔ جن میں سے بعض کا اپریشن بھی ہوا۔ لیکن زخم ذیابیطس کی وجہ سے پوری طرح مندمل نہ ہو سکے۔ ہر چند کہ بظاہر رو بصحت معلوم ہوتے تھے اور حسب معمول ہشاش بشاش نظر آتے تھے لیکن بیماری اندر ہی اندر اثر کر رہی تھی۔ جس کی تکلیف کو آپ نہایت صبر اور ہمت کیساتھ برداشت کرتے رہے۔ اسی حال میں آپ ۲۷؍اگست بروز بدھ لاہور سے ربوہ تشریف لے آئے۔ اور یہاں ۳۱؍اگست کو داعی اجل کو لبیک کہہ کر مولائے حقیقی سے جاملے

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

آپ کو انڈونیشی زبان پر پڑا عبور حاصل تھا۔ اور اس زبان میں تیس سے زیادہ کتابوں کے مصنف تھے جو آپ نے انڈونیشیا میں بہت کثیر تعداد میں لٹریچر شائع کیا اور پیغام حق پہنچانے میں انتھک محنت اٹھائی اور اس طرح ساری زندگی خدمت اسلام میں بسر کر دی اس لحاظ سے آپ کی زندگی صحیح معنوں میں منہم من قضی نحبہ کی مصداق تھی۔ اسی روز ۴ بجے سہ پہر گھر سے جنازہ اٹھا کر مسجد مبارک کے بیرونی احاطہ میں لایا گیا۔ نماز عصر کے بعد مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں اہل ربوہ ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوئے۔ بعدازاں آپ کو ہزاروں محزون قلوب کے درمیان مقبرہ بہشتی کے قطعہ صحابہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر مکرم شمس صاحب نے قبر پر دعا کرائی۔

آپ نے ایک صاحبزادی اور دو فرزند اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ بڑے فرزند مکرم عطاء اللہ صاحب ایم۔ اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ [illegible] میں وکالت کرتے ہیں۔ اور چھوٹے فرزند لطف المنان صاحب پنجاب ٹرانسپورٹ میں کام کرتے ہیں۔ آپ کے سب بیٹا بیٹی بفضلہ تعالیٰ شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔

ادارہ الفضل آپ کے خاندان سے دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم جناب مولوی صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں خاص مقام عطا کرے نیز آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ہر آن اُن کا حامی و ناصر رہے۔ اور ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی زندگیاں اسلام اور احمدیت کی خدمت کے لئے وقف کرنے اور آخر دم تک اپنے عہد کو کمال وفاداری اور جانفشانی کے ساتھ نبھانے کی توفیق عطا فرمائے آمین

تعزیتی اجلاس (بقیہ صفحہ اوّل)

شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ بعدازاں آپ کی وفات پر ایک تعزیتی قرارداد منظور کی گئی نیز اجلاس میں محترم جناب مولوی رحمت علی صاحب سابق رئیس التبلیغ انڈونیشیا کی وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے آپ کی بے لوث خدمات اور عظیم الشان تبلیغی کارناموں کے اعتراف کے طور پر ایک علیحدہ تعزیتی قرارداد منظور کی گئی۔ بعدازاں بقیہ وقت کے لئے سکول اختتام بند کر دیا گیا۔

ایف اے کے امتحان میں تعلیم الاسلام کالج کا نتیجہ

بقیہ صفحہ اوّل

کی شرح ۲۸٫۷ فیصد ہے۔ ایف۔ اے آرٹس میں شریک ہونے والوں کی تعداد ۹۵ تھی۔ ان میں سے ۴۳ کامیاب قرار پائے۔ شرح ۴۵٫۲ فیصد رہی۔ اس کے بالمقابل یونیورسٹی کی شرح صرف ۳۰٫۵ فیصد ہے۔ شرح فیصد کے لحاظ سے تینوں نتیجے بفضلہ تعالیٰ یونیورسٹی کے مجموعی نتائج کے مقابلے میں بہت بہتر اور قابل ستائش ہیں۔ مزید برآں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ۱۵ طلبہ کمپارٹمنٹ میں آئے ہیں اور سات طلبہ کے نتائج کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ ان ۲۲ طلبہ میں سے اکثر طلبہ یقیناً کامیاب ہوں گے اور اس طرح کالج کے کامیاب طلبہ کی شرح موجودہ شرحوں سے اور بھی زیادہ بلند اور نمایاں ہوجائیگی۔

ادارہ الفضل ان شاندار نتائج پر محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) پرنسپل اور جملہ ممبران اسٹاف کو دلی مبارکباد عرض کرتا ہے۔ یہ محترم میاں صاحب موصوف کے حسن انتظام، ذاتی دلچسپی اور طلبہ کی بہبودی میں آپ کے گہرے انہماک کا ہی نتیجہ ہے کہ امسال کالج کا نتیجہ نہ صرف بہت سے دیگر کالجوں کے مقابلے میں شاندار رہا ہے بلکہ یونیورسٹی کے مجموعی نتیجے سے بھی کئی درجہ بہتر اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ محترم میاں صاحب موصوف کی نگرانی اور قیادت میں کالج کو آئندہ اس سے بھی زیادہ شاندار اور نمایاں کامیابیوں سے نوازے اور ہمارا یہ ادارہ ہر آن ہر پہلو اور ہر جہت سے ترقی کے اعلیٰ سے اعلیٰ منازل طے کرتا رہے۔ آمین (تفصیلی نتیجہ پر)

جامعہ نصرت ربوہ کا شاندار نتیجہ (بقیہ صفحہ اوّل)

شاندار کامیابی پر جامعہ کی ڈائرکٹرس حضرت سیدہ ام متین صاحبہ ایم۔ اے اور پرنسپل محترمہ فرخندہ اختر صاحبہ ایم۔ اے اور ممبران اسٹاف کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نمایاں اور شاندار کامیابی کو ہر طرح مبارک کرے اور اسے جامعہ کے لئے مزید اعلیٰ سے اعلیٰ ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین اللھم آمین۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴